

جناب ضیاء الدین لاہوری

سر سید کی انگریز نواز حکمتِ عملی

سر سید احمد خاں کی انگریز نواز حکمتِ عملی کو ان کے پرستار ”وقتی مصلحت“ یا اس عہد کے حالات سے تناظر میں وقت کا تقاضا“ قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق سر سید نے یہ حکمتِ عملی جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی پر مسلمانوں کی حالتِ زار سے متاثر ہو کر اپنائی کیونکہ اس وقت قوم کو انگریزوں کے انتظامی غیظ و غضب سے بچانے کا یہی واحد راستہ تھا۔ اس امر کے تجزیے کے لیے ہمیں ذرا پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا۔ سر سید کے تذکروں میں ان کا جنگِ آزادی کے بعد قوم کی حمایت میں کمر بستہ ہونے کا ذکر تو ملتا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ خاص اس جنگ کے دوران میں ان کا قومی کردار کیا رہا۔ نہ بتانے کی بھی کوئی وجہ ہے یہ بے جا ہے تذکرہ نگاروں کی مجبوری ہے۔ ان کے ہاں ایک مدت سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ سر سید کے معاملے میں بعض حقائق پر پردہ پڑا رہنے دیا جائے۔ وہ یہ حیرت ناک انکشاف نہیں کر سکتے کہ سر سید۔

۱۔ سن ستاون میں انگریزوں سے خفیہ خط و کتابت کرتے رہے۔

۲۔ بھمبور میں ہندوؤں سے مل کر وہاں کے مسلمان حکمران کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔

۳۔ ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی خواتین کی بے حرمتی کے اسباب پیدا کرنے کے الزام سے بری الذمہ قرار نہیں دیئے جاسکتے۔

کیا یہ سب امور وقت کا تقاضا تھے؟ یہ الزامات نہیں، سر سید نے اپنی تصنیف ”سرکشی ضلع بجنور“ میں اپنے کارناموں کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور ان پر جا بجا فخر بھی کیا ہے جسے شک ہو وہ یہ کتاب پڑھ لے۔ سن ستاون کے موضوع پر ان کی ایک اور کتاب ”اسباب بغاوت ہند“ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے رسائلِ موسوم یہ در ناٹل محمد نزار آف انڈیا بھی انہی واقعات کا پر تو ہیں۔ ان تمام تحریروں میں انہوں نے جنگِ آزادی کو جن بُرے بُرے ناموں سے یاد کیا ہے اور مجاہدینِ حریت کو جن غلیظ گایوں سے نوازا ہے اس کی جھلک ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے کہ کیا یہ بھی کوئی وقت کا تقاضا تھا؟

جنگِ آزادی -

ہنگامہ نذر، ہنگامہ قتل و غارت - ہنگامہ مفسدی و بے ایمانی و بے رحمی (لالہ محمد نذر) سرکشی -
ہنگامہ فساد - نمک حرامی - ہندوستانیوں کی ناشکری کا وبال (سرکشی)

مجاہدینِ حریت -

مفسد - حرام زادہ، نمک حرام، غنیم، دشمن (سرکشی) غادر - کافر - بے ایمان - بد ذات
(لالہ محمد نذر) جی - جاہل - بد رویہ - بد اطوار - شراب خور - تماش بین (اسباب)

انفالِ مجاہدینِ حریت

جبر - ظلم (اسباب) سرکار کی نمک حرامی، بدخواہی، ناشکری، دغا، بد عہدی، بلوہ بے ایمانی
بے رحمی، بدینتی (لالہ محمد نذر)

نصرۂ چہار

مفسدوں کی حرامز دگیوں میں سے ایک حرامز دگی (اسباب)

قائدینِ جنگِ آزادی

نواب محمود خاں : کم بخت، ممو، بد ذات، ظالم (سرکشی)

احمد اللہ خاں

بد ذات - بدینتی اور فساد کا پتلا (سرکشی)

ماڑے خاں

عرف ماڑے بد معاش - قدیمی بد معاش - پکا بد معاش - بے رحم مفسد حرام زادہ (سرکشی)

عنایت رسول : نامی باغی، مشہور سرام زادہ (سرکشی)

خان بہادر خاں : بد ذات - بے ایمان - نمک حرام (سرکشی)

بہادر خاں (رام پور) : بد معاشوں کا سرکردہ - بد معاشوں کا سردار (لالہ محمد نذر)

مولوی وہاب الدین : سنو نامی بد معاش - جاہل (لالہ محمد نذر)

اس کے علاوہ جنرل بخت خاں کو ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر ریویو میں ”باغیوں کا سرغنہ“ تحریر کیا -

ہمارے اہل قلم اپنی تحریروں میں سر سید کی متذکرہ بالا تمام ردِ خدشات ”اور در گوہر افشانی“ کا

ذکر مکمل طور پر گول کر جاتے ہیں اور بات اس وقت سے شروع کرتے ہیں جب اس قسم کے خیر خواہوں
نے اپنے انہی ملک دشمن کرتوتوں کے باعث قوم کو انگریزوں کا نشانہ انتقام بننے کا مکمل - اماں بہم پہنچا دیا

تھا۔ اس مقصد کے لیے پہلے ایک خوف ناک منظر کا سماں باندھا جاتا ہے۔ انگریز مسلمانوں پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑ رہے تھے اس کا نقشہ کھینچا جاتا ہے، قوم کی زبوں حالی کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ اس صورت حال پر سرسید خاموش نہ رہ سکے۔ وہ قوم کی ڈوبتی ہوئی ناز کو بچانے کے لیے آگے بڑھے اور انگریزوں سے مفاہمت کی راہ اختیار کی۔ اس سے وہ ان بدگمانیوں کو دور کرنا چاہتے تھے جو انگریزوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف پیدا ہو گئی تھیں۔

بدگمانی وہ غلط خیال ہے جو دل میں کسی وجہ سے دوسرے کے خلاف پیدا ہو جائے۔ یہ بدگمانی نہیں حقیقت سے تھی اور انگریزوں کے لیے ڈھکی چھپی بات نہ تھی کہ مسلمانوں نے اس لڑائی میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ جب ایک فریق دوسرے کا براہ راست نشانہ بنے تو وہ مقابل کے عزائم کو بدگمانی کیونکر خیال کر سکتا ہے؟ دراصل انگریز مسلمانوں سے اس لیے خائف تھے کہ یہ قوم اس ملک پر سینکڑوں سال حکمران رہنے کے باعث خود کو حکومت کا حق دار اور اہل سمجھتی تھی۔ انہیں خدشہ تھا کہ مسلمان ان کے لیے کسی وقت پھر خطرہ بن سکتے ہیں۔ مسلمانوں کا اس جنگ میں پیش پیش ہونا اور دہلی کے مغل دربار کو اس کا مرکز بنانا اس بات کا سب سے بڑا ثبوت تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ظلم و جور اور خوف و ہراس ان کے اس وصف کی راہ میں عارضی طور پر تور کاوٹ بن سکتے ہیں مگر اسے مکمل طور پر ختم نہیں کر سکتے۔ انہیں مسلمانوں ہی میں سے ایسے خیر خواہوں کی تلاش تھی جو قوم کے ہمدرد بن کر ان کے دلوں سے حکومت کی خواہش اور انگریز مخالف جذبات نکال سکیں۔ اس مقصد کے لیے سرسید نے اپنی خدمات رضا کارانہ پیش کیں اور مسلمانوں کو امن کی تلقین کرتے ہوئے انگریزوں کی وفاداری کا درس دینے لگے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں میں جذبات کا سخت عمل دخل رہا۔ ان میں قوم کے نوسے بھی شامل تھے اور روشن مستقبل کی امیدیں بھی۔ شاید سرسید کے شیدائی اس حکمت عملی کی وضاحت نہ کر سکیں کہ پہلے اپنے ہی گھناؤنے کردار سے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے کنارے پہنچایا جاتے اور پھر ان کا ہمدرد بن کر رونے دھونے کا دھندا شروع کر دیا جائے۔

سرسید کی انگریز پرستی کا عمل ان کے آخری سانس تک جاری رہا۔ قومی فلاح کے نام پر ان کے تجویز کیے گئے تمام تعلیمی، سماجی اور سیاسی منصوبوں میں یہ نقش نمایاں طور پر موجود ہے۔ یہ تسلیم کہ جنگ آزادی کی ناکامی کے فوراً بعد غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ مفاہمت کا رویہ اختیار کرنا مصلحت وقت تھی اور ایسا ہونا ہر اس جنگ کے بعد کا مجبوری تھا جتنا ہے جس میں فاتح کو مفتوح کے ملک پر مکمل کنٹرول حاصل ہو۔ تاہم اس صورت حال میں شکست خوردہ فریق کو ہمیشہ کے لیے بنیادی

حقوق سے دست بردار ہونے پر آمادہ کرنا انسانیت کی تذلیل ہے اور مفتوح قوم کا اس پر آمادہ ہو جانا اس کی بے غیرتی کی دلیل ہے۔ یہ امر مد نظر رکھا جانا نہایت ضروری ہے کہ عہد سرسید ان کے انتقال ۱۸۹۸ء تک پھیلا ہوا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے اس وقت تک چالیس سال سے زیادہ کا وقفہ ہے اس دوران میں حالات بہت حد تک بدل چکے تھے۔ وقوعہ ۱۸۵۷ء کے منفی اثرات زائل ہو چکے تھے۔ کرۂ ارض کے متعدد ممالک میں بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے متاثر ہو کر ہندوستان میں بھی آزادی کی نئی تحریکیں جنم لے چکی تھیں، سیاسی حقوق کے حصول کی جدوجہد زوروں پر تھی اور عوام بلا خوف و خطر اس میں شرکت کرنے لگے تھے مگر سرسید تادمِ آخر انگریزوں کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔ وہ ان کی حکومت کے استقلال اور دوام کی دعائیں کرتے رہے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کیے رکھیں۔ یقین کیا جاسکتا ہے کہ اگر سرسید کا انتقال ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۴۷ء میں ہوتا تو بھی ان کی حکمت عملی یہی رہتی اور ہمارے دانش در بھی اس کے جواز میں در وقت کا تقاضا کی راگنی لاپتے رہتے۔ دراصل اندھی عقیدت انسان کے فہم و ادراک کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیتی ہے اور اس بے بسی میں دلائل کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی لہذا ان لوگوں سے حقائق قبول کرنے کی توقع رکھنا عبث ہے۔ جب اس طبقہ سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو بعض دوسرے مشہور لوگوں کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اس حمام میں سبھی ننگے تھے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر اس وقت کے اور نامور دانشور "بھی انگریز پرستی کا شکار تھے تو یہ قومی خدمت کا کوئی معیار نہیں بن جانا اور نہ اسے وقت کا تقاضا قرار دیا جاسکتا ہے۔

(بقیہ ص ۲۳ سے)

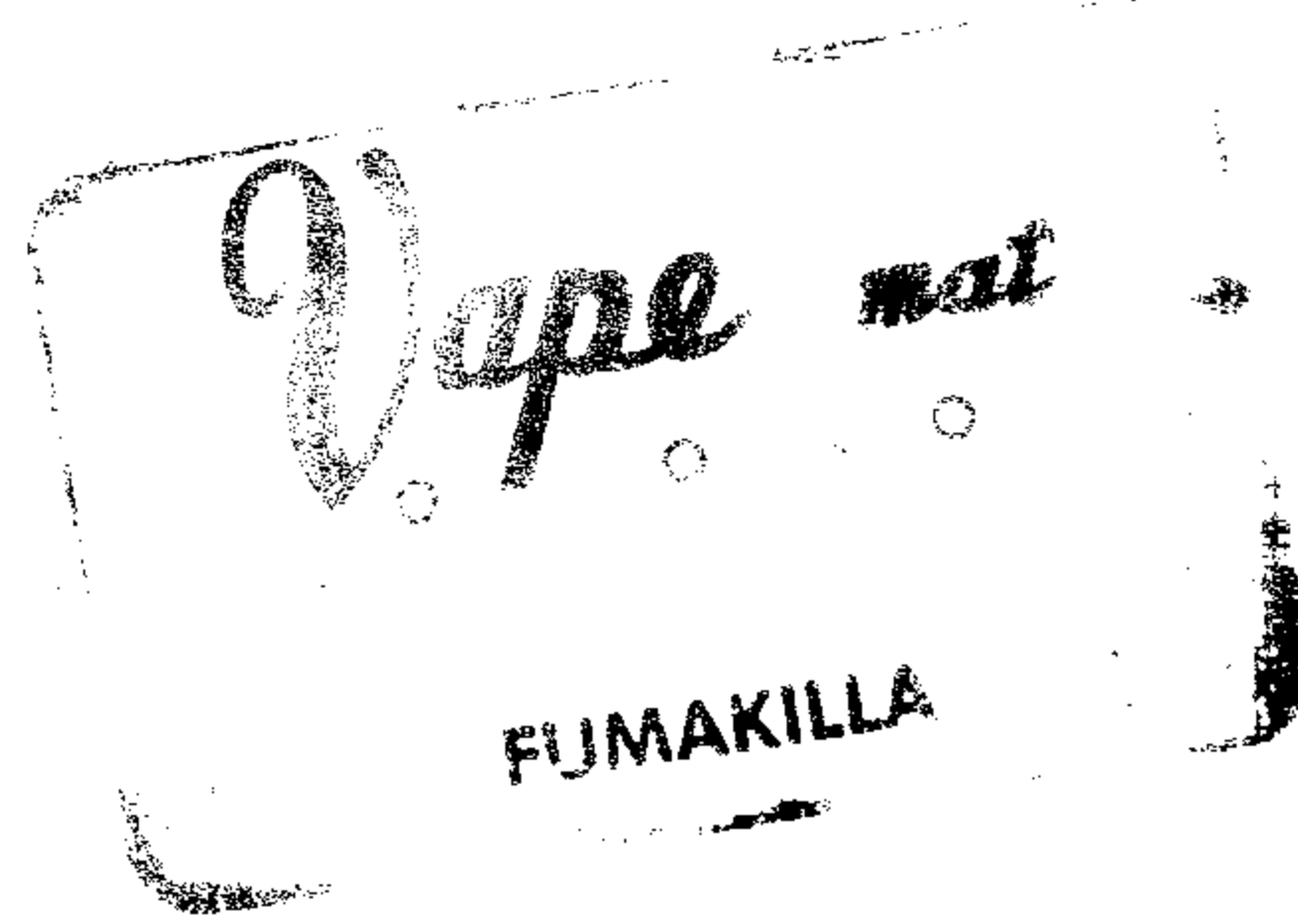
تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ابوہریرہؓ کو جنون ہو گیا ہے زیادہ آسیب زدہ ہو گئے ہیں) کبھی کوئی شخص ان کے سر ہانے بیٹھ کر اس خیال کا اظہار کرتا اور ان کو ہوش آ جاتا تو کہتے نہیں بھائی وہ بات نہیں جو تم سمجھتے ہو، میری یہ حالت صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ریصحیح بخاری کتاب الاعتصام۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۲ (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقر و فاقہ کے کئی واقعات پچھلے صفحات میں بیان کیے جا چکے ہیں



ویپ
میکٹرو میٹ



ALSO APPROVED IN AMERICA BY U.S. ENVIRONMENTAL
PROTECTION AGENCY WASHINGTON D.C.

جاپان کی وزارت صحت سے منظور شدہ

WE'VE DEVELOPED
FABRICS WITH
SUCH LASTING
QUALITY AND STYLE
THAT THERE'S ONLY
ONE WORD FOR IT



For high quality fabrics
of the most consistent standard,
remember the name Star Textile.
Star fabrics are made from world famous
fibres Sanforized for Shrinkage Control.

For the most comfortable and attractive shirting
and shalwar kameez suits, look for the colour of
your choice in Star's magnificent Shangrila, Robin
Senator fabrics.

For the very best quality, look for the Star quality
and the Star and printed logos on the fabric.

Star PRODUCT
REGISTERED USER

SANFORIZED
REGISTERED TRADE MARK
OF ELLIOTT PEARSON & CO. INC.

THE ESSENCE OF STYLE AND TOTAL COMFORT!
Star Textile Mills Limited Karachi

P.O. BOX 111400 KARACHI 14000